*Iḥyā ʾal ʿulūm, Vol.:21, Issue: 02,July-Dec 2021*
*PP: 198-215*

**OPEN ACCESS**
*Iḥyā ʾal ʿulūm*
*ISSN (Online): 2663-6263*
*ISSN (Print): 2663-6255*
*www.joqs-uok..com*

# قرآن کریم کی اصطلاح "الحکمة" کے مفاہیم میں مفسرین کی آراء (تجزیاتی مطالعہ)

*Qur'ānic's Concept of al-ḥikma in the light of Mufassirīn's opinions: Analytical Studies*

**Irfan Qaisar**
*Ph.D Research Scholar, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad*
**Dr. Noor Hayat Khan**
*Chairman, Department of Islamic Studies, NUML, Islamabad*
DOI: (https://doi.org/10.46568/ihya.v21i2.121)

## Abstract

*The term al-ḥikma is used twenty times in Holy Qur'ān, in different meanings and contexts. Its linguistic and connotative concepts invite scholars and intellectuals to grasp the real meaning and interpretation of the term. The rationale, philosophy, reason and purpose for repeatedly using this term al-ḥikma are central to know. Mufassirīn have mentioned different meanings and interpretation of term al-ḥikma according to their knowledge and understandings. Allah has demonstrated his wisdom everywhere now it's up to the intellectuals to conduct research, find results and conclude from it. The trait of al-ḥikma contains many features and attributes that are not exclusive for prophets. Understanding of al-Qur'ān is not possible without wisdom and Al-ḥikma. This research work presents opinions of Mufassirīn regarding the linguistic and connotative meanings of term al-ḥikma and also discusses the findings and conclusions.*
***Keywords: Al-ḥikma, al-Qur'ān, Mufassirīn, Rationale, Attribute, Prophets***

**تمہید:**

کائنات ارضی میں انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا گیا اور اس کے ساتھ رہنمائی اور ہدایت کے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کتب نازل فرمائی جس کا سلسلہ قرآن حکیم پر ختم ہوا۔ سلسلۂ انبیاء علیہم السلام کے ختم ہونے کے ساتھ وحی کے نظام تو رک

CC BY

گیا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی اور ہدایت کا سلسلہ کشف، الہام اور حکمت کے ذریعے قیامت تک جاری رہے گا۔ دین اور دنیا کے معاملات اور مسائل میں انسان ہر وقت حکمت اور حکمت عملی کا متلاشی رہتا ہے، کوئی انسان بھی حکمت و دانائی کے بغیر زندگی کے کسی پہلو میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور نہ معاملات زندگی کو احسن طریقے سے چلا سکتا ہے۔ حکمت کے بغیر دنیا اور دین کے معاملات میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی حکمت کے بغیر ناقص اور بے نتیجہ ثابت ہوتے ہیں قرآن کریم میں الحکمۃ کی اصطلاح بیس مرتبہ استعمال کی ہے اس اصطلاح کے تکرار کے مقاصد اور فوائد کیا ہیں، اس لیے کہ کئی اصطلاحات قرآنیہ صرف ایک بار مذکور ہوئیں ہیں لیکن الحکمۃ اور اس کے علاوہ اور کئی اصطلاحات مختلف مقامات میں تکرار کے ساتھ وارد ہوئی ہیں، اس کے اندر حکمت اور مقاصد کیا ہیں؟، کیا ہر مقام ہر اس اصطلاح کا ایک ہی معنی مراد ہے یا ہر مقام پر سیاق و سباق کے اعتبار سے ہر مقام پر جدا جدا مفہوم مراد ہو گا؟ یہی سوالات اس مضمون کی تیاری کا باعث بنے پھر مفسرین کرام نے اپنی علمی بساط کے مطابق الحکمۃ کے مختلف معانی اور مفاہیم ذکر کیے ہیں اور ہر مقام پر اس کے مختلف معنی و مفہوم متعین کیے ہیں۔ اس مضمون میں مفسرین کی آراء اور ان آراء سے حاصل ہونے والے نتائج ذکر کیے جائیں گے۔

**لغوی معنی:**

علامہ مجد الدین ابو طاہر شیرازی فیروز آبادی حکمت کا لغوی معنی میں لکھتے ہیں:

"الحِكْمَةُ، بالكسر: العَدْلُ، والعِلْمُ، والحِلْمُ، والنُّبُوَّةُ، والقُرْآنُ، والإِنْجِيلُ" [۲]

لفظ (حِکمۃ) ح کے نیچے زیر، کا معنی عدل، علم، حلم، نبوت، قرآن کریم اور انجیل مقدس کے آتے ہیں۔

الحکمۃ لغت میں متعدد معانی کے لیے آتا ہے، اسی سے لفظ الحکیم یعنی (الحُکمُ والحَکیمُ) کے معنی میں بھی مستعمل ہے یعنی علم و عقل کے بنیاد پر حق کی رسائی اور حق کی معرفت حاصل کرنے کا نام حکمت ہے اور الحَکیمُ کا معنی فساد سے روکنے والا، الحَکَمۃ (ح پر زبر کے ساتھ) کا معنی ایسی نکیل یا رسی جو گھوڑے کے نتھنوں کو گھیرتی ہے کہ وہ بھاگنے سے رک جائے یعنی رک جانا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح (الحُکمُ) (ح پر پیش کے ساتھ) ظلم سے منع کرنے کے معنی میں آتا ہے اور اسی سے (حکمت السفیہ) [۳] ہے یعنی میں نے اس کو اس کے جہل پن سے روک لیا یا اس سے جہل دور کر دیا گویا جہل، فساد، ظلم اور ضلال و گمراہی سے رک جانے کو حکمت کہا جاتا ہے۔ چونکہ حکمت کا لغت میں ایک معنی پختگی اور مضبوطی کے ہیں اسی وجہ سے (اِحکم الأمر) [۴] کہا جاتا ہے یعنی اس نے اسے پختہ اور مضبوط کیا تو وہ اس طرح پختہ اور مضبوط ہوا کہ وہ فساد سے رک گیا، قرآن کریم میں بھی اسی معنی کی تائید ہوتی ہے:

"هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ" [۵]

وہی تو ہے جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کتاب نازل کی اس میں محکم (پختہ) آیتیں ہیں، وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ (کئی معنی دینے والی)

صاحب لسان العرب کے نزدیک الحکمۃ اور الحکیم کا معنی (المتقن للأمور) [۶] امور کا پختہ کرنے کے ہیں۔ یعنی جب کوئی شخص اپنے تجربات کو پختہ کرلیتا ہے اور تجربات نے اس کو پختہ بنا دیا ہوتا ہے تو اس کو حکیم کہا جاتا ہے۔ امام راغب کے نزدیک حکمت کا لغوی معنی (إصابۃ الحق بالعلم والعقل) [۷] علم اور عقل کے ذریعے اشیاء کی حقیقتوں تک پہنچ جانا اور ان کی معرفت حاصل

کر لینا حکمت کہلاتا ہے۔

**قرآن کریم میں حکمت کی اصطلاح:**

"قرآن کریم کی انیس آیات میں بیس مرتبہ (اَلْحِکْمَۃ) کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے" [۸]

**اصطلاحی مفہوم:**

حکمت کی اصطلاحی تعریف سے قبل یہ اجمالا یہ بات سمجھ لینا بہتر ہو گا تاکہ نفس مضمون کا مدعا سمجھا جا سکے کہ جس طرح قرآن کریم میں حکمت اپنے اعتبارات کے مطابق مختلف مفاہیم میں استعمال ہوا ہے، اسی طرح سنت نبویہ ﷺ میں بھی سنت کے مختلف معانی ملتے ہیں، قرآن حکیم میں جہاں بھی الحکمۃ کی اصطلاح استعمال ہوئی وہاں ان تمام مقامات کا سیاق و سباق کا اعتبار کرتے ہوئے طاہرانہ جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حکمت سے مراد قرآن مجید، نبوت، فقہ، ناسخ و منسوخ کا علم، محکم و متشابہ کا علم، تقدیم و تاخیر، حلال و حرام کا علم جیسے مفاہیم مراد ہیں۔ احادیث مبارکہ میں حکمت سے مراد علم نافع، عمل صالح، تقویٰ اور سنت رسول ﷺ مراد لی گئی ہے۔

حکمت علم و عمل میں یکسانیت، ہر ایک بات یا چیز کو اس کے محل کے مطابق کہنا یا رکھنا، حق و سچ بات کہنا، حق و صواب اعمال کی معرفت حاصل کرنا اور حق و باطل کی پہچان کرنا حکمت کہلاتا ہے۔

میر سید جرجانی حکمت کا اصطلاحی مفہوم لکھتے ہیں:

"علم يبحث فيه عن حقائق الأشياء على ما هي عليه في الوجود بقدر الطاقة البشرية"[۹]

جس علم میں موجودات خارجیہ کے حالات پر بحث کی جاتی ہے اس کو علم حکمت کہا جاتا ہے یعنی علم فطرت، علم غیب، علم مابعد الطبیعہ، اشیاء کے اسرار و رموز اور ان کے حقائق تک رسائی جس علم میں ہوتی ہے وہ علم حکمت کہلاتا ہے۔

ابن اثیر نے حکمت کا لغوی معنی تحریر کرتے ہوئے (الحکمۃ عبارۃ عن معرفۃ افضل الأشیاء بأفضل العلوم، ویقال لمن یحسن دقائق الصناعات ویتقنھا)[۱۰] لکھا ہے کہ افضل ترین علوم کے ذریعے اعلیٰ اور افضل ترین اشیاء کا علم اور ان کی معرفت حاصل کرنے کو حکمت کہتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ جو شخص باریک مصنوعات کو حسن و خوبی اور کمال کے ساتھ پختہ بناتا ہے وہ حکیم کہلاتا ہے۔

مولانا محمد علی تھانوی کشاف اصطلاحات الفنون میں لکھتے ہیں:

"أنّ الحكمة علم متعلّق بجميع أحوال الموجودات العينية المكمّلة للنفس بحسب ما يمكن"[۱۱]

حکمت موجودات یعنی اعمال اور افعال کی ایسی درستگی کا نام ہے جس سے روح کا تزکیہ ممکن ہو سکے۔

دانش گاہ پنجاب کے موسوعۃ میں حکمت ایسی نفع دینے والی کلام کا نام ہے جس کی مدد سے سفاہت اور جہالت سے رکا جا سکے، اسی علم کی بدولت انسان جہل پن سے محفوظ رہ سکتا ہے، حکمت عقل اور علم کے ذریعے حق بات دریافت کر لینے کا نام ہے۔[۱۲]

موسوعۃ نضرۃ النعیم میں حکمت کی اصطلاحی تعریف میں لکھا گیا ہے کہ علوم نظری کے ذریعے انسانی نفس کا تزکیہ اور اس کو درست حالت کی طرف پھیرنے کا نام حکمت ہے اور بقدر طاقت بشری ایسے علم کے حاصل کرنے کا نام حکمت ہے جس کے ذریعے اخلاق رزیلہ کی پہچان کر کے ان کو اخلاق حسنہ سے تبدیل کر لیا جائے مزید یہ کہ انسان کے لیے نفع اور نقصان دینے

والے اشیاء کی پہچان کرنا بھی حکمت کہلاتا ہے۔[۱۳]

## مفسرین کے نزدیک حکمت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ"[۱۴]

امام طبری لکھتے ہیں:

"يؤتی الله إصابة الصواب في القول والفعل"[۱۵]

قول اور عمل میں مطابقت اور موافقت کا نام حکمت ہے

بحر العلوم میں علامہ سمرقندی لکھتے ہیں:

"قال ابن عباس يعني النبوة وقال الكلبي يعني الفقه وقال مقاتل يعني علم القرآن ويقال الإصابة في القول ويقال المعرفة بمكائد الشيطان ووساوسه وقال مجاهد الإصابة في القول والفهم والفقه"[۱۶]

ابن عباس کے نزدیک حکمت سے مراد نبوت، کلبی نے فقہ، مقاتل نے قرآن کے جمیع علوم پر دسترس حاصل کرنے کو حکمت کہا ہے اور حکمت کے بارے میں یہ بھی قول ہے کہ بات کی تہہ اور حقیقت تک پہنچ جانا حکمت کہلاتا ہے اور شیطان کی وسوسوں، چالوں اور اس کی شرانگیزیوں کو سمجھ لینا اور ان سے بچنے کا طریقے اور ذرائع کی پہچان کر لینا حکمت ہے جب کہ مجاہد کے نزدیک اشیاء کی حقیقت کو جاننا، ان کا فہم اور تفقہ اور تدبر حاصل کرنا حکمت کہلاتا ہے۔

علامہ ابن جوزی کے نزدیک "الحكمة: الفقه والحلال والحرام"[۱۷] فقہ اسلامی کی سمجھ بوجھ اور حلال اور حرام کے احکامات وغیرہ کا علم حکمت کہلاتا ہے۔

علامہ شیرازی کے نزدیک حکمت سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اسرار و حقائق سے واقفیت حاصل کرنا ہے، نفس کی برائیوں اور شیطان کی وسوسوں سے مکمل آگاہی حاصل کرنا، انسانی اور شیطانی تقاضوں میں فرق، قلب اور عقل کی صحیح بصیرت، برائیوں کی پہچان حاصل کرنے کے بعد حکمت ودانائی کے ساتھ ان برائیوں کے علاج کی صحیح تدبیر وسعی کرنا، مخلوق کے مختلف حالات اور احوال کو جاننے کا نام حکمت ہے۔[۱۸]

الحکمۃ کی اصطلاح جتنے مقامات پر استعمال ہوئی ہے، مفسرین کرام نے ہر مقام پر سیاق وسباق اور موقع ومحل کے مطابق الحکمۃ کے الگ الگ معنی ومفہوم ذکر فرمائے ہیں۔

جدید مفسرین کے نزدیک حکمت کا مفہوم

قدیم مفسرین نے اپنے اسلوب اور قرآن وحدیث اور اپنے سے متقدمین کی آراء کی پیروی کرتے ہوئے حکمت کی لغوی اور اصطلاحی مفہوم واضح کیا ہے، مفسرین کرام اور ان کے علاوہ کچھ اور لوگوں حکمت کی مختلف تعریف سے لکھی ہے:

علامہ سعدی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"هي العلوم النافعة، والمعارف الصائبة، والعقول المسددة، والألباب الرزينة، وإصابة الصواب في الأقوال والأفعال"[۱۹]

حکمت سے مراد نفع دینے والا علم، صالح اعمال اور شریعت اسلامیہ کے اسرار ورموز اور ان کی حکمتوں اور مصلحتوں سے واقفیت

حاصل کرنا مراد ہے۔

آپ کے نزدیک حکمت خاص لوگوں کو عطا کی جاتی ہے، علمی اور عملی توفیق اور قوت کا نام کمال ہے، کسی بندے میں کمال ہونے کی یہی پہچان ہے کہ اس کو حکمت عطا کر دی جاتی ہے، جب حق کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے تو اس سے علم نافع اور علمی صلاحیتوں میں اضافہ اور ترقی ہو جاتی ہے اور اصل مقصود حاصل ہو جاتا ہے اسی طرح عملی حکمت سے مراد یہ ہے کہ اعمال صالحہ کی انجام دہی اور بُرے افعال کی تمیز اور فرق کے ساتھ ساتھ ان سے بچنے کی صلاحیت اور قوت بھی پیدا ہو جاتی ہے، اسی کی وجہ سے بندہ جب بات کرتا ہے تو حق اور معرفت کی اور اشیاء کی حقیقتوں کی بات کرتا ہے اسی طرح لوگوں کے احوال سے بھی خوب واقف ہوتا ہے، قرآنی تاریخ گواہ ہے کہ جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا ان کی عقلیں اور فہم وتدبر کی قوت پختہ ہو گئی اور ان نے عقل کامل سے کماحقہ کام لیا اس کے مقابلے میں جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی روگردانی کی وہ حق سے منحرف ہو گئے اور اس سے تدبر و تفکر کی صلاحیت چھین لی گئیں۔

قطب شہید لکھتے ہیں"القصد والاعتدال و إدراك العلل والغايات و البصيرة المستنيرة" "کہ حکمت سے مراد میانہ روی اور اعتدال کا حاصل ہو جانا ہے، جس شخص کو حکمت عطا کر دی جاتی ہے وہ انتہاپسندی سے اجتناب کرتا ہے اور حدود کو توڑنے سے بھی گریز کرتا ہے، حکمت سے اشیاء کی مصلحتیں، نتائج اور ان کے اسباب وعلل سے واقفیت حاصل ہو جاتی ہے، وہ شخص ہر چیز کی قدو قیمت کو جانتا ہے اور اس کو بصیرت عطا کر دی جاتی ہے، اپنے اعمال، افعال اور حرکات وسکنات میں اہل حکمت سب سے بہتر اور صالح کا انتخاب کرتے ہیں، آپ کے نزدیک حکمت ہر شخص میں وقت، زمانہ کی رعایت کے اعتبار سے مختلف طریقے سے ظاہر ہوتی ہے۔ علامہ مراغی کے مطابق حکمت سے اوہام باطلہ سے واقفیت حاصل ہو جاتی ہے اور اسرار وحقائق کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے، اہل حکمت کے نزدیک وساوس اور الہام کے درمیان فرق کرنا آسان کر دیا جاتا ہے۔ آپ کے نزدیک حکیم شخص حکمت کے آلہ کار عقل کو صحیح استعمال کرتا ہے اور اس کے ذریعے اشیاء کی حکمتوں اور مصلحتوں سے کمال واقفیت حاصل کرلیتا ہے اور اس کو تمام امور میں فہم کا ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔"[21]

قرآن کریم کی صفت الحکمۃ اور الحکیم اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے، قرآن کریم، مخصوص انبیاء علیہم السلام، نبی کریم ﷺ اور صالحین میں سے خصوصا حضرت لقمان کے لیے استعمال ہوئی ہے۔

**اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت:**

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے اسماء اور اس کی صفات عموماً آیات کے آخر میں وارد ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ کی صفت حکیم یا الحکیم جتنے مقامات پر بھی مذکور ہوئی ہیں ان کی سیاق وسباق اور ان کے مفاہیم میں ہر ایک مقام پر دوسر مقام سے الگ اور جداگانہ اسلوب اور اعجازی پہلو پایا جاتا ہے الحکیم کی صفت اللہ تعالیٰ کے باقی مختلف صفات واسماء کے ساتھ بدل بدل کر وارد ہوئی ہے، مفسرین کرام کے نزدیک ہر ایک مقام پر معنی ومناسب کے اعتبار سے اس کی صفت حکمت اور اس کا اعجاز پہلو ظاہر کرتا ہے، اس لیے کہ مفسرین کریم اور اہل بلاغت کے نزدیک قرآن کریم کی سورتوں کے اختتام میں جو اعجاز اور بلاغت ہے اس سے کہیں بڑھ کر ہر آیت کے آخر میں بلاغت کا اسلوب پایا جاتا ہے، جیسا کہ علامہ سیوطی نے لکھا ہے:

"هِيَ أَيْضًا مِثْلُ الْفَوَاتِحِ فِي الْحُسْنِ لِأَنَّهَا آخِرُ مَا يَقْرَعُ الْأَسْمَاعَ فَلِهَذَا جَاءَتْ مُتَضَمِّنَةً لِلْمَعَانِي الْبَدِيعَةِ مَعَ إِيذَانِ السَّامِعِ بِانْتِهَاءِ

الْكَلَامِ--- لِأَنَّهَا بَيْنَ أَدْعِيَةٍ وَوَصَايَا وَفَرَائِضَ وَتَحْمِيدٍ وَتَهْلِيلٍ وَمَوَاعِظَ وَوَعْدٍ وَوَعِيدٍ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ"[۲۲]

سورتوں کے (اور آیات کے) فواتح کی طرح سورتوں اور آیات کا اختتام بھی اپنے حسن وخوبی میں یکتا اور بے مثال ہے ،اسی وجہ سے سامع کے لیے یہ علم جو انتہائے کلام کا سیکھنے کی طرف متوجہ کرتا ہے ،جب اختتام عمدہ اور بلاغت سے بھرپور ہو تو عقل و قلب اس اختتام سے ساری بات کو سمجھ لیتا ہے اور اس کے دل میں مزید اس بات میں ابہام ، یا مزید بات سننے کا شوق اور انتظار باقی نہیں رہتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ سورتوں کے اختتام دعا، نصیحت ،فرائض، تحمید، تحلیل ، مواعظ ، وعد اور وعید اور اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام اور قرآن کریم کے مختلف اوصاف پر ہوتا ہے۔

علامہ طبری اللہ تعالیٰ کی صفت الحکیم کے تحت لکھتے ہیں کہ اس نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے اور باقی اشیاء کو تخلیق کرنے میں اپنی قدرت کاملہ کے مطابق جس طرح چاہا تخلیق فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی تخلیقات پر غور وفکر کرنے سے اس کی حکمت عیاں ہوتی ہے ،ابن کثیر کے نزدیک "حكيم في أقواله وأفعاله" [۲۳] اللہ تعالیٰ اپنے اقوال اور اپنے افعال میں حکیم ہے ابن قیم الحکیم کی صفت کے اعجازی پہلو کے بارے میں لکھتے ہیں "اسم الحكيم من لوازمه ثبوت الغايات المحمودة المقصودة له بأفعاله ووضعه الأشياء في مواضعها، وإيقاعها على أحسن الوجوه" [۲۴] کہ اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت اس کی انتہاء درجہ کے کمالات اور اوصاف حمیدہ کو لازم کرتی ہے کہ وہ اپنے افعال سے اشیاء کو بالکل درست اور مناسب مقام اور محل پر رکھتا ہے اور ان کو سب سے بہترین طریقے سے ایجاد کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ"[۲۵]

صفت حکیم و علیم کی ضمن میں امام رازی لکھتے ہیں کہ فرشتوں نے حضرت ابراھیم علیہ السلام سے مکالمہ فرمایا جس کا ذکر سورت ھود میں

"قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ" [۲۶]

بھی ہے، آپ لکھتے ہیں کہ سورت ھود میں حمید مجید اور اس مقام پر الحکیم العلیم کہنے کہ وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ابراھیم علیہ السلام مقام تعجب پر تھے تو اللہ تعالیٰ کی صفت حمید اور مجید کا تذکرہ کیا گیا اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام کو اس نعمت کے عطا کیے جانے کا حق الیقین ہو گیا اور آپ مقام شکر پر فائز ہوئے تو آپ کے سامنے اللہ کی صفت حمید ذکر کی گئ تا کہ آپ کے افعال حسنہ میں کمال زیادتی پیدا ہو جائے اور مجید کہہ کر یہ بتلانا مقصود تھا کہ اس کی شان اس سے کہیں بڑھ کر ہے کہ مخلوق اس کی شان کے لائق حمد وثنا کر سکے ،اسی طرح سورۃ الذاریات میں صفت حکمت کا معنی یہ ہے "وكذلك الحكيم هو الذي فعله، كما ينبغي لعلمه قاصدا لذلك الوجه بخلاف من يتفق فعله موافقا للمقصود اتفاقا" [۲۷] کہ وہ اپنی حکمت کی صفت میں غنی ہے اور جس طرح چاہے کرتا ہے ، اور وہ اپنے قصد وارادے سے افعال انجام دیتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ اس کے افعال محض اتفاقیہ انجام پذیر ہو جاتے ہوں بلکہ اس کے ہر فعل کے اندر کمال کی حکمت ، عبرت اور اس پر غور کرنے والوں کے لیے نشانیاں اور حق کو قبول کرنے کی راہیں موجود ہوتی ہیں۔

**قرآن کریم کی صفت حکمت:**

قرآن کریم کی صفت حکمت الحکم[۲۸]، الحکمۃ[۲۹]، الحکیم[۳۰] اور محکم[۳۱] کے صیغوں کے ساتھ استعمال ہوئی ہے، ان کا معنی محکم، مضبوط اور واضح کرنے کے معنی ذکر کیے گئے ہیں[۳۲]۔ اس معنی کی تائید قرآن کریم کی ایک اور آیت کریمہ "فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ"[۳۳] سے بھی ہوتی ہے یعنی بہت مضبوط اور واقعہ کے عین مطابق ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی آیات میں ایسی حکمت ہے کہ یہ عقل سلیم اور فطرت کے عین مطابق ہے جس میں غلطی کو کوئی امکان نہیں، اس کے تمام احکامات قیامت تک کے لیے کام آنے والے ہیں، علامہ قرطبیؒ نے اپنے استاذ محترم ابو اسحاق اسفرائینی کے حوالے سے لکھا ہے کہ قرآن کریم میں صفات باری تعالیٰ میں الحکیم کی صفت کا معنی "يَخْتَصُّ بِأَنْ يَعْلَمَ دَقَائِقَ الْأَوْصَافِ"[۳۴] لکھا ہے یعنی الحکیم اس ذات کو کہا جاتا ہے جو اوصاف کے حقائق کو جاننے والی ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی مناسب ہے جب کہ قرآن کریم کی حکیم کی صفت کا ایک معنی یہ ہے کہ یہ کتاب حکمت سے لبریز ہے، اور حکمت کی گہرائی پر مشتمل ہے، اس میں دقیق معانی پائے جاتے ہیں[۳۵]

سورۃ آل عمران میں ارشاد ربانی ہے:

"ذَٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ"[۳۶]

اے پیغمبر اسلام! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ اللہ کی آیتیں اور حکمت والے تذکرے ہیں جو ہم تمہیں سنا رہے ہیں۔

اس سے ماقبل آیات میں اہل کتاب اور یہود سے بالخصوص اور باقی لوگوں سے بالعموم خطاب کیا گیا ہے جو ایمان لائیں گے اور عمل صالح کریں گے ان کو اجر بھی پورا ملے گا اور ان پر ذرا برابر ظلم بھی نہیں کیا جائے گا لیکن جو خود اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں اللہ ان کو پسند نہیں فرماتا۔ یہاں جملہ معترضہ کے طور پر قرآن کریم کا وصف بیان ہوا ہے کہ یہ آیات جو آپ ﷺ پر تلاوت کی جا رہی ہیں یہ حکمت کے تذکروں سے پُر ہیں، ابن ابی حاتم الرازی اس مقام پر قرآن کریم کی الحکیم کی صفت میں لکھتے ہیں "الْقَاطِعُ الْفَاصِلُ الْحَقُّ الَّذِي لَمْ يَخْلِطْهُ الْبَاطِلُ مِنَ الْخَبَرِ عَنْ عِيسَى وَعَنْ مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنْ أَمْرِهِ، فَلا تَقْبَلَنَّ خَبَرًا غَيْرَهُ"[۳۷] کہ الحکیم کی صفت سے مراد ایسی کتاب ہے جو باطل کو ختم کرنے والی اور حق کو ظاہر اور اس کی تفصیل کرنے والی ہے، اور اہل کتاب سن لیں کہ اس میں نہ وہ جھوٹ ہے جو تم عیسیٰ علیہ السلام کی کی طرف منسوب کرتے ہو اور نہ وہ باتیں ہیں جن میں تم اختلاف کرتے ہو، یہ کتاب کسی غیر کی طرف سے نہیں بلکہ یہ من جانب اللہ ہے۔ ابو منصور ماتریدی لکھتے ہیں (من نظر فیہ و تفکر یصیر حکیمًا) کہ قرآن کریم کی صفت الحکیم کا معنی بطور اسم فاعل ہے یعنی جو اس میں غور و فکر اور تدبر و تفکر کرے گا وہ حکیم یعنی حکمت والا ہو جائے اور اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت عطا کی جائے گی۔[۳۸]

سورۃ ھود میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ"[۳۹]

علامہ عثمانی نے سورۃ ھود کے ابتدائی آیات میں قرآن کریم کی صفت حکمت کے بارے میں عمدہ کلام کرتے ہوئے قرآن کریم کا اعجازی پہلو بیان کیا ہے، یہ قرآن کریم وہ عظیم الشان اور جلیل القدر کتاب ہے جس کی آیتیں لفظی و معنوی ہر حیثیت سے نہایت جچی تلی ہیں۔ نہ ان میں تناقض ہے نہ کوئی مضمون حکمت یا واقعہ کے خلاف ہے نہ باعتبار معجزانہ فصاحت و بلاغت کے ایک حرف پر نکتہ چینی ہوسکتی ہے جس مضمون کو جس عبارت میں ادا کیا ہے محال ہے کہ اس سے بہتر تعبیر ہو سکے۔ الفاظ کی قبا معانی کی قامت پر ذرا بھی نہ ڈھیلی ہے نہ تنگ۔ جن اصول و فروع، اخلاق و اعمال اور قیمتی پند و نصیحت پر یہ آیات مشتمل ہیں اور جو

دلائل و براہین اثبات دعاوی کے لیے استعمال کی گئی ہیں۔ وہ سب علم و حکمت کے کانٹے میں تلی ہوئی ہیں۔

آپ لکھتے ہیں کہ قرآنی حقائق و دلائل ایسے مضبوط و محکم ہیں کہ زمانہ کتنی ہی پلٹیاں کھائے ان کے بدلنے یا غلط ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ عالم کے مزاج کی پوری تشخیص کر کے اور قیامت تک پیش آنے والے تغیرات و حوادث کو من کل الوجوہ جانچ تول کر ایسی معتدل اور ابدی غذائے روح، مائدہ قرآنی کے ذریعے سے پیش کی گئی ہے جو تناول کرنے والوں کے لیے ہر وقت اور ہر حالت میں مناسب وملائم ہو۔ ان تمام حکیمانہ خوبیوں کے باوجود یہ نہیں کہ اجمال وابہام کی وجہ سے کتاب معمہ اور چیستان بن کر رہ جاتی بلکہ معاش و معاد کی تمام مہمات کو خوب کھول کر سمجھایا ہے اور موقع بہ موقع دلائل توحید، احکام، مواعظ، قصص، ہر چیز بڑی خوبصورتی اور قرینہ سے الگ الگ رکھی ہے۔ اور تمام ضروریات کا کافی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔ نزولی حیثیت میں بھی یہ حکمت مرعی رہی ہے کہ پورا قرآن ایک دم نہیں اتارا بلکہ وقتاً فوقتاً موقع و مصلحت کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ آیات کا نزول ہوتا رہا۔ قرآن میں ان تمام باریکیوں کو مجتمع دیکھ کر آدمی حیران ہو جاتا ہے۔ مگر حیرت کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر حکیم مطلق اور خبیر برحق کے کلام میں سب حکمتیں اور خوبیاں جمع نہ ہوں گی تو اور کس کلام میں توقع کی جاسکتی ہے، قرآن کریم کی صفت (اُلحکِمَتْ) اسی اعجاز کا تقاضا کرتی ہے۔[۴۰]

**انبیاء علیہم السلام کی صفت حکمت:**

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء علیہم السلام کے حکمت کی صفت کے ساتھ خاص کیا، ان میں حضرت ابراھیم علیہ السلام[۴۱]، حضرت داؤد علیہ السلام[۴۲]، حضرت سلیمان علیہ السلام[۴۳]، حضرت عیسیٰ علیہ السلام[۴۴]، حضرت لوط علیہ السلام[۴۵]، حضرت موسیٰ علیہ السلام[۴۶]، حضرت یحیٰ علیہ السلام[۴۷]، حضرت یوسف علیہ السلام[۴۸] کے علاوہ حضرت نوح، اسحاق، یعقوب، ایوب، ھارون، زکریا، الیاس، اسماعیل، الیسع، یونس علیہم السلام[۴۹] کو بھی ایک ہی ایک آیت کریمہ میں وصفت حکمت سے سرفراز فرمایا گیا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکمت کے ساتھ ساتھ، رشد اور پوری اُمت کا وصف اور آپ کے اسوہ کو حسنہ سے تعبیر فرمایا ہے، دعوت دین کے اندر آپ علیہ السلام کی حکمت اور دانش مندی کی مثالیں قرآن کریم میں مذکور ہوئی ہیں، آپ علیہ السلام کو عطا کردہ حکمت یہ ہے کہ آپ علیہ السلام تبلیغ کے ساتھ ساتھ دعائیں بھی کرتے رہے تھے، آپ علیہ السلام کی دعائیں بھی حکمت سے لبریز ہیں یعنی خشوع کے ساتھ اپنی، اور اپنی اولاد کی بخشش اور رزق کی کشادگی کے لیے دعائیں مانگتے رہے، جو آپ علیہ السلام کے نافرمان ہوئے ان کے لیے بھی غفران اور رحم کے طالب رہے، پھر قوم کے بڑے بت کو چھوڑنا، آگ میں صبر کا مظاہرہ کرنا، نمرود کے ساتھ حکمت ودانائی کے ساتھ مناظرہ کرنا سب آپ علیہ السلام کے وصفت حکمت کے مظاہر اور آپ علیہ السلام کی رحم دلی اور حلم کی دلیل ہے۔[50]

امام رازی حضرت داؤد علیہ السلام کی وصفت حکمت کے متعلق لکھتے ہیں کہ (الحکمۃ ہی وضع الأمور مواضعھا علی الصواب والصلاح[۵۱]) حضرت داؤد علیہ السلام کو حکومت کے معاملات میں صحیح اور درست اور عدل کے مطابق فیصلہ کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی گئی اور یہ صلاحیت نبوت ہی کی وجہ سے ملی اس طرح یہاں حکمت سے مراد آپ علیہ السلام کی نبوت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فیصلہ جس کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے، اس کے متعلقامام آلوسی لکھتے ہیں کہ یہ فیصلہ آپ علیہ السلام کی حکمت

تفکر وتدبر اور آپ کی اجتہادی قوت کا نتیجہ تھا۔[52] ، پھر جب آپ علیہ السلام نے تخت لانے کے لیے ایک دیو ہیکل جن پر اپنے صحابی کو ترجیح دی تو اس میں بھی ایک حکمت یہ پوشیدہ تھی کہ جب بھی قومی سطح پر کوئی اہم نوعیت کی ذمہ داری سونپنے کا مرحلہ درپیش ہو تو محض قوت اور جسمانی طاقت کو ہی فوقیت نہیں دی جانی چاہیے بلکہ اس کے لیے علم کا ہونا بھی لازمی ہونا چاہیے ، پرانے زمانے میں جسمانی قوت بھی ایک اہم میرٹ تھا جسے اب صرف جسمانی صحت سے بدل دیا گیا تاہم اگرچہ ہر دو افراد اس اہم ذمہ داری کو نبھانے کی مطلوبہ اہلیت رکھتے ہوں تو جو شخص صاحب علم ہو گا وہ اس ذمہ داری کی بطریق احسن نبھائے گا اور اسی لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکمت کی بنیاد پر اہم ذمہ داری کو سونپنے کے لیے علم کو بنیاد بنایا گیا۔[53]

اس کے علاوہ باقی تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے رسالت کے ساتھ ساتھ حکمت و فہم بھی عطا فرمایا، اس لیے کہ اگرچہ نبوت اور حکمت متغائر ہیں لیکن پھر بھی نبوت اور رسالت کے ساتھ ساتھ حکمت کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام پر احسان عظیم تھا کہ وہ اپنی امت اور قوم میں جا کر اللہ کی راہ کی طرف لوگوں کو وقت، زمانہ، اور لوگوں کے مناسب حالات کے مطابق تبلیغ کریں اور نہایت اعلیٰ طریقے سے لوگوں کو دین کی طرف دعوت دیں۔

**نبی کریم ﷺ کی صفت حکمت:**

نبی کریم ﷺ کے جد امجد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے آپ ﷺ کے لیے تعلیم قرآن حکیم اور اس کی آیات بینات کی تلاوت اور نفوس کے تزکیہ کے ساتھ ساتھ حکمت کی بھی دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا کو درجہ قبولیت عطا کرتے ہوئے اپنے آخری رسول ﷺ کو دنیا میں یہی صفات دے کر مبعوث فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی انہی صفات کا قرآن کریم میں مختلف چار[54] مقامات پر ذکر بھی فرمایا، علامہ ابن جریر لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو عطا کی جانے والی صفت حکمت کا "المعرفة بالدين والفقه في الدين والاتباع له"[55] معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کو دین اسلام کی کامل معرفت، اس کے احکام کی علل، مصلحتوں اور مقاصد کی سمجھ بوجھ اور اس پر اتباع کرنے کی طاقت اور صلاحیت اور توفیق کاملہ عطا فرما دی گئی۔ آپ نے ابن زید کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کے وصفت حکمت کے بارے میں لکھا "الدين الذى لا يعرفونه ألا به ﷺ ، يعلمهم أياها "[56] ہے کہ آپ ﷺ دین اسلام کی مکمل اور جامع تشریح کرنے والے اور قرآن کریم کے اسرار و رموز کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حکمت و دانائی کی تعلیم بھی عطا فرمائی۔

سورۃ الجمعہ میں ارشاد ربانی ہے:

"يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ. هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ"[57]

علامہ مودودی کے نزدیک اس آیت کریمہ کی آخری صفت الحکیم کا تعلق لامحالہ نبی کریم ﷺ کے صفت (الحکمۃ) کے ساتھ ہی بنتا ہے، اور الحکیم کا الحکمۃ کے ساتھ ایسا خاص تعلق اور ربط ہے جو سابقہ مناسبت سے برتر اور اعلیٰ ہے، اس لیے کہ الحکیم جس کا ہر کام حکمتوں سے مزین ہے اس نے آپ ﷺ کو حکمتوں سے نوازا تو آپ ﷺ کی حکمت کی صفت آپ ﷺ کی منزل اور اس کا نقطہ عروج ہے، آپ لکھتے ہیں:

سورۃ الجمعہ کی ابتدائی آیات آگے کے مضمون سے یہ تمہید بڑی گہری مناسبت رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہ صفات چار مقامات پر بیان کی گئی ہیں، اور ہر جگہ ان کے بیان کی غرض مختلف ہے۔[۵۸]

نبی کریم ﷺ کے ساری حیات طیبہ حکمت اور حکمت عملی سے لبریز ہے، نزول وحی کے بعد تیرہ سالہ مکی دور میں آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کی خاطر بہت سخت مشکلات کا سامنا کیا، اپنوں کی نفرتوں، قریش کی طرف سے معاشی ومعاشرتی مقاطعہ، اپنے شفیق چچا کے ساتھ حکمت اور صبر و تحمل کا معاملہ، آپ ﷺ کو ایذاء پہنچانے کا کون سا حربہ تھا جو نہیں اپنایا گیا لیکن آپ ﷺ نے اپنے مشن کو آگے بڑھانے اور اس کی کامیابی کے لیے نت نئے منصوبے حکمت وتدبر کے ساتھ جاری رکھے، مدینہ میں مسلم ریاست کا قیام اور اس کا انتظام وانصرام، وحی ربانی کی ترویج واشاعت، تزکیہ نفس، آیات کی تلاوت اور تعلیم وتربیت اور حکمت کی تعلیم، آپ ﷺ نے منصب نبوت کی تمام ذمہ داریاں احسن طریقے سے انجام دیں کہ قرآن کریم نے اپنے کے اخلاق کو خلق عظیم کا خطاب عطا فرمایا، آپ ﷺ کا قریش سے جدال، یہودیت کا خاتمہ، مدینہ کے گردوپیش کے قبال کی معاندانہ سرگرمیوں کا خاتمہ، منافقوں کی چالوں کا حکمت ودانائی سے مقابلہ کرنا وغیرہ، یہ سارے معاملات ایسے ہیں کہ ایک بڑے سے بڑے حوصلہ مند اور صابر اور شاکر کو اندر سے توڑ دیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو حکمت وتدبر عطا کر دی گئی تھی تو آپ ﷺ کا عزم، حوصلہ، تحمل، بردباری، دوراندیشی، استقلال اور استقامت ایسے تھے کہ آپ ﷺ کبھی بھی نہیں گھبرائے اور اپنے دین اسلام کی دعوت کے مشن کو آگے بڑھاتے گئے، یہ آپ ﷺ کی حکمت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کو فوز وفلاح، کامیابی وکامرانی اور نصرت نصیب ہوئے جو ازل سے ابد تک صرف آپ ﷺ ہی کا خاصا ہے اور رہے گا۔

## صالحین کی صفت حکمت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کو حکمت عطا فرمائی اور ان کی صفت حکمت کو قرآن کریم میں بھی ذکر فرمایا، ابن عاشور حضرت لقمان کی صفت حکمت کے متعلق لکھتے ہیں "وحكمة لقمان مأثورة في أقواله الناطقة عن حقائق الأحوال والمقربة للخفيات بأحسن الأمثال"[۵۹] کہ حضرت لقمان کی حکمت آپ کے اقوال میں اس طرح نمایاں ہے کہ آپ کے الفاظ قرآن کریم کا حصہ بن گئے ہیں اور آپ نے اپنے اقوال میں جتنی بھی مثالوں دی ہیں سب حکمت سے لبریز ہیں اور ان کو قرآن حکیم نے ذکر فرمایا ہے جس سے آپ کے اقوال اور آپ کی سیرت سے حکمت کے مظاہر اور اس کی صفات عیاں ہوتی ہیں۔ اور واضح ہوتا ہے کہ آپ صفت حکمت میں کتنے کمال کے تھے۔

شیخ طبرسی نے اپنی تفسیر میں حضرت لقمان کی صفت حکمت کے تحت "والله ما أوتي لقمان الحكمة لحسب، ولا مال، ولا بسط في جسم"[۶۰] لکھا ہے کہ حضرت لقمان کے پاس حسب ودولت، مال وجاہ وغیرہ نہیں تھا، آپ کی حکمت کی صفات آپ کی ذات پر اس طرح ظاہر ہوئیں کہ آپ بہت زیادہ فکر کرنے والا، اشیاء کی حقیقتوں کے بارے میں باریک بینی سے سوچنے والے اور ان سے نتائج اخذ کرنے والے تھے، آپ کبھی دن کو نہیں سوئے، آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مضبوطی سے قبول کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، گہری خاموش اختیار کرنے والے، قوم کی مجلس میں بیٹھنے سے مکمل اجتناب کرتے، کسی کو زبان اور ہاتھ سے تکلیف نہیں دیتے تھے، کسی کے عیب کو کسی دوسرے کے سامنے ظاہر نہیں کیا اور نہ ہی اپنے ستر کو کبھی لوگوں کے سامنے عیاں ہونے دیا۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ کو یہ حکمت کس وجہ سے عطا کی

گئی حالانکہ آپ تو راعی یعنی چرواہے اور عام آدمی ہیں تو آپ نے کہا (صدق الحدیث واداء الأمانۃ، وترک مالا یعنینی)[۱۱] کہ سچی بات کہنے سے، امانت خواہ کسی طرح کی ہو (قول، مال، زبان وغیرہ سے) اس کی حفاظت کرنے سے اور لایعنی اور فضول کام چھوڑنے کی وجہ سے حکمت عطا کی گئی ہے۔

قرآن کریم کی جس آیت کریمہ میں حضرت لقمان کی صفت حکمت کا ذکر کیا گیا ہے، اس آیت میں حکمت کے ساتھ جس بات کا فوری ذکر آیا وہ صفت شکر ہے، شکر کرنے سے حکمت بڑھتی ہے اور حکمت کا لازمی نتیجہ ذات انسانی کو شکر خداوندی کی طرف مائل کرنا ہے، اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حکمت اور شکر لازم وملزوم ہیں، اگر ایک ذات میں حکمت کا عنصر ہے تو اس ذات میں شکر کا ہونا لازمی ہوگا۔ اور اگر ایک شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے اور احسان کرنے میں پیش پیش ہے تو اس کے اجر کے طور پر اس شخص کو حکمت کے جزوی اوصاف میں سے عقل سلیم، قلب منیب، فطانت، اولی النھی، اولی الالباب، رشد، فراست، تفکر اور تدبر میں سے کچھ یا ساری صفات عطا کر دی جاتی ہیں اس لیے کہ یہ ساری صفات قرآن کریم کی اصطلاحات اور حکمت کی جزوی صفات ہیں اس لیے کہ اہل لغت اور مفسرین نے ان کو حکمت کے قریب المعنی قرآنی اصطلاحات کے طور پر شمار کیا ہے۔ حکمت کا عام تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے لیے سود مند پہلو تلاش کرے اور ایسے پروگرام ترتیب دے جس کا انجام کار اس کے لیے مفید ثابت ہوں۔ اسی آیت میں فرمایا گیا کہ جو شخص اللہ کا شکر ادا کرتا ہے وہ اس شکر کی ادائیگی کے ذریعہ سے اپنے نفس کے لیے فوائد حاصل کرتا ہے اور جو شکر کے بجائے کفر کا راستہ اپناتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے توجہ پھیر لیتا ہے اور غنی اور بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

**خلاصۂ بحث:**

قرآن کریم کا علم، اس کی سمجھ بوجھ اور آیات ربانیہ کی معرفت اور فہم صرف حکمت کے ذریعے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے، اس مضمون سے حاصل ہونے والے نتائج یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت مختلف مظاہر اور طریقوں سے ظاہر ہوتی ہے، جس کو حکمت عطا کر دی جاتی ہے اس کو بہت زیادہ خیر عطا کی جاتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی شان اور اپنی وسعتوں کے مطابق کثیر کہہ کر ذکر کیا ہے، خیر کثیر سے مراد علم نافع، اور فقہ یعنی اسلام کی سمجھ بوجھ کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت حکمت اس کی تمام مخلوقات پر ظاہر ہوتی ہے اور یہ اہل عقل کا کام ہے کہ وہ ان نشانیوں سے کس طرح نتائج اور حقائق اخذ کرتے ہیں اور جو صحیح معنوں میں فکر وتدبر اس نیت سے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی تخلیقات اور اس کی قدرت میں کجی نکالنے کے بجائے اس میں حکمت کے پہلو تلاش کریں تو ایسے شخص کو اللہ کی طرف سے مزید حکم ودانائی اور حقائق اخذ کرنے کی توفیق ملتی ہے اور اس کی عقل، عقل سلیم اور اس کا قلب قلب منیب بن جاتا ہے۔ قرآن کریم کی صفت حکمت سے مزین کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس کی آیات میں راہ ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے غور وحوض کرنے والے کو نصیحت حاصل ہو سکے، اور جو اس غرض اور اس مقصد سے قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے ہیں ان پر قرآن حکیم کے اسرار ورموز کھلتے جاتے ہیں اور کو فہم وتدبر کی مزید قوت وصلاحیت عطا کر دی جاتی ہے یہی قرآن کریم کی صفت حکمت کا نتیجہ ہے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو وصفت نبوت عطا کرنے کے بعد مزید وصفت حکمت سے اس لیے نوازا گیا ہے تاکہ انبیاء علیہم السلام لوگوں کو پیغام خداوندی کے ساتھ ساتھ حکمت ودانائی کی بھی تعلیم دیں اور وقت اور زمانہ کے حالات کے مطابق حکمت کے اصولوں کے مطابق اللہ کے دین کی طرف لوگوں کو بلائیں،

آپ ﷺ کے وصف حکمت کو بھی قرآن کریم نے فرائض نبوت کے طور پر ذکر فرمایا ہے۔آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا کہ آپ ﷺ لوگوں کی حکمت عملی اور دانش مندی کی بھی تعلیم دیں، معاملات زندگی کے طور وطریقے، اشیاء کے حقائق، صحیح نتائج حاصل کرنے کے ذرائع اور اسباب بتائیں، آپ ﷺ کی بعثت سے قبل اور بعد کی ساری حیات طیبہ حکمت اور دانائی سے معمور ہے۔آپ ﷺ اپنی زندگی کے ہر پہلو میں تدبر و تفکر سے کام لیتے، آپ ﷺ کی حیات کا ہر لمحہ چاہے اس کا تعلق دین کی دعوت کے ساتھ ہو، مشرکین ومنافقین کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ ہو یا جنگی حکمت عملی کا معاملہ ہو، امور خانہ داری سے لے کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی تک کے تمام معاملات میں آپ ﷺ نے حکمت، عقل ودانش، فکر وتدبر کو مدنظر کر کر لوگوں کو سامنے اپنی حیات کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔

حکمت اور اس کی تمام جزوی اوصاف کا تعلق صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کی رضا اور چاہت پر موقوف ہے کہ وہ جس کو چاہے یہ منصب اور عالی صفت عطا فرمادے، جس طرح حضرت لقمان کو یہ عظیم صفت عطا فرمائی گئی، پھر اس مقالہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حکمت حاصل کرنے کے ذرائع اور اسباب احسان، شکر، تقویٰ، خشیت اور عقل وفہم کا صحیح استعمال کرنا ہے اور انہی صفات کی وجہ سے انبیاء، صلحاء اور علماء کو یہ صفت عطا کی جاتی ہے۔

**سفارشات وتجاویز**

۱۔ حکمت کی قرآنی صفت ذات باری تعالیٰ کے لیے استعمال ہوئی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ مفسرین کی آراء کی روشنی میں ذات باری تعالیٰ کے لیے وصف حکمت کا جائزہ لیا جائے۔

۲۔ قرآن کریم کے لیے بھی حکمت کی صفت وارد ہوئی ہے، آیات حکمت کے تحت مفسرین کرام کی آراء کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے۔

۳۔ انبیاء کرام کی دعوتی حکمت عملی اور ان کے لیے وصفت حکمت کا ذکر قرآن کریم میں مختلف مقامات پر کیا گیا، ضروری ہے کہ اس پہلو پر بھی مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

**حوالہ جات (References)**

[1]۔ سرزمین فارس کے ایک نامور مفسر، فقیہ، محدث، ادیب، تاریخ دان، عربی لغت کے امام اور متعدد معروف تصانیف کے مصنف مجدالدین فیروزآبادی ہیں۔ شیراز ایران میں ۷۲۹ھ پیدائش، نامور استاتذہ میں امام ابن تیمیہ، ابن قیم، تقی الدین سبکی، نامور تلامذہ جمال مراکشی، ابن عقیل، صفدی اور حافظ ابن حجر عسقلانی شامل ہیں ۴۰ سے زیادہ کتب تصنیف کیں، وصال یمن کے شہر زبید میں ۸۱۷ھ میں۔

[2]۔ فیروز آبادی، علامہ، مجد الدین، ابو الطاہر محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، بیروت، داراحیاء التراث العربی، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۹۱ھ، ج ۴، ص ۸۸

al-Firuzabadi, al-Qamus al-muhit, Beirut: Dar Ihya al-Turath al-'Arabi, 1391 AH, Vol. 4, p.88

[3]۔ ابن فارس، احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس اللغۃ، بیروت، دارالجیل، ۱۳۹۹ھ، ج ۲، ص ۹۱

Aḥmad Ibn Fāris al-Qazwīnī; Muʿjam maqāyīs al-lughah, Bayrūt : Dār al-Jīl,1399AH, Vol. 2, p.91

[4]۔ فیروز آبادی، مجد الدین، ابو الطاہر محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، ج ۵، ص ۱۴۱

al-Firuzabadi, al-Qamus al-muhit, Vol.5, p.141

[5]۔ آل عمران: ۳/۷

Al-Qur'ān,3:7

[6]۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، بیروت، مرکز التراث العربی، ۱۴۱۹ھ، ج ۱۲، ص ۱۴۳

Muḥammad ibn Mukarram ibn 'Alī al-Ifrīqī Ibn Manẓūr, Lisān al-'Arab, Markaz al-Turāth, 1419 AH, Vol. 12, p.143

[7]۔ اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، بیروت، دار القلم، ۱۴۱۲ھ، ۳/۱۲۷

Al-Iṣfahānī ,Abū al-Qāsim al-Ḥusayn ibn Muḥammad Rāghib ,Al-Mufradat fi gharib al-Qur'an , 1412 AH,Vol.3,p.294

[8]۔ عبدالباقی، فواد، المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم، القاهره، دارالحديث، ۱۹۸۷ء، ۳۸۷/۵

Muḥammad Fu'ād ʿAbd-al-Bāqī,Al-muʿǧam al-mufahras li-alfāẓ al-Qur'ān al-karīm, al-Qāhira Dār al-ḥadīṯ,1987AH, Vol 5, p. 387

[9]۔ جرجانی، علی بن محمد بن علی، التعریفات، بیروت، عالم الکتب، ۱۹۸۷ء، ج ۲، ص ۹۲

ʿAlī ibn Muḥammad Jurjānī, al-Sayyid al-Sharīf, Al-Taʿrīfāt, Bayrūt : ʿĀlam al-Kutub, 1987, Vol. 2, p.92

[10]۔ ابن اثیر، مبارک بن محمد بن محمد الجزری، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، بیروت، دارالنوادر اللبنانیۃ، ۲۰۱۴ء، ج ۱۲، ص ۱۴۰

Majd al-Dīn al-Mubārak ibn Muḥammad Ibn al-Athīr; Al-Nihāyah fī Gharīb al-Ḥadīth wa-al-Athar ،Bayrūt : Dār al-Nawādir al-Lubnānīyah,2014, Vol.12, p.140

[11]۔ تھانوی، محمد علی، موسوعة كشاف اصطلاحات الفنون و العلوم، بیروت: مکتبہ لبنان، ۱۹۹۶ء، ج ۴، ص ۹۹

Mawsūʻat kashshāf iṣṭilāḥāt al-funūn wa-al-ʻulūm,Kashaf Istilahat al-funun wa-al-'ulum, Muhammad ʻAlī Thānvī, Bayrūt, Lubnān : Maktabat Lubnān, 1996, Vol 4, p.99

[12]۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور: دانش گاہ، پنجاب، طبع اول، ۱۹۷۳ء، ج ۹، ص ۴۶۸

Urdu Dāʾirah Maʻārif-i Islāmī-I, Lahore, Dānishgāh, Punjab, 1973AH, Vol.9, p.468

[13]۔ شیخ صالح بن حمید، نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم صلی اللہ علیہ وسلم، جدہ: دارالوسیلۃ، ۱۴۳۰ھ، ج ۵، ص ۱۶۷۹

Salih ibn 'Abd Allah Ibn Humayd, Mawsūʻat Naḍrat al-naʻīm fī makārim akhlāq al-Rasūl al-Karīm, Jiddah: Dār al-Wasīlah,2014, Vol.5,p.1679

[14]۔ البقرہ: ۲۶۹/۲

Al-Qurʼān,2:269

[15]۔ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آی القرآن، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۶ھ، ج ۱، ص ۴۳۶

Abū Ja'far Muḥammad ibn Jarīr ibn Yazīd Ṭabarī, Jāmi' al-bayān 'an ta'wīl āy al-Qur'ān, Bayrūt : Muʼassasat al-Risālah,1416AH,Vol.1,p.436

[16]۔ سمرقندی، نصر بن محمد بن احمد، بحر العلوم، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۲۰۱۴ء ج ۲، ص ۲۰۴

Tafsīr al-Samarqandī, al-musammá, Baḥr al-ʻulūm, Naṣr ibn Muḥammad Abū al-Layth al-Samarqandī, Bayrūt : Dār al-Kutub al-ʻIlmīyah, 2014, Vol.2, p.204

[17]۔ ابن جوزی، زاد المسیر، بیروت، دارالکتاب العربی، ۲۰۱۰ء ج ۱، ص ۱۱۳

Abū al-Faraj ʻAbd al-Raḥmān ibn ʻAlī Ibn al-Jawzī, Zād al-masīr fī ʻilm al-tafsīr, Bayrūt, Lubnān Dār al-Kitāb al-ʻArabī, 2010, Vol.1,p.113

[18]۔ شیرازی، محمد روزبہان بقلی، عرائس البیان فی حقائق القرآن، تہران، انتشارات مولی، ۶۹/۳

Rūzbihān ibn Abī al-Naṣr Baqlī; ʻAlī Bābāyī, ʻArāyis al-bayān fī ḥaqāʾiq al-Qurʼān, Tihrān Intishārāt-i Mūlī, 1388, Vol.3, p.69

[19]۔ السعدی، عبدالرحمٰن بن ناصر، تیسیر الکریم الرحمٰن فی تفسیر کلام المنان، ریاض، مکتبہ العالمی، ج ۱، ص ۹۵۷

Abdur-Rahmân Nâsir as-Sa'di,Tafsīr al-Saʻdī : taysīr al-Karīm al-Raḥmān fī tafsīr al-Qurʼān,Riyadh : International Islamic Publishing House, 2018, Vol. 1, p.957

۲۰۔ قطب شہید، فی ظلال القرآن، بیروت، دارالفتح، ۱۹۷۲ء، ج ا، ص ۲۹۲

Muḥammad ʻAlī Quṭb; Sayyid Quṭb,fī ẓilāl al-Qur'ān, Beirut, Dār al-Fatḥ,1972,Vol.1,p.292

۲۱۔ المراغی، تفسیر المراغی، مصر، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، ۱۳۶۵ھ، ج ا، ص ۵۱۹

Aḥmad Muṣṭafá Marāghī, Tafsīr al-Marāghī, Miṣr : Sharikat Maktabat wa-Maṭbaʻat Muṣṭaá al-Bābī al-Ḥalabī wa-Awlādih,1365AH, vol.1, p.519

۲۲۔ سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، الاتقان فی علوم القرآن، بیروت: المکتبۃ العصریۃ، ۲۰۱۲ء، ج ۲، ص ۹۲

Suyūṭī; Muḥammad Abū al-Faḍl Ibrāhīm, Al-Itqān fī ʻulūm al-Qur'ān, Bayrūt : al-Maktabah al-ʻAṣrīyah, 2012AH, Vol.2, p.92

۲۳۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دارالکتاب العربی، ۲۰۱۱ء، ج ۳، ص ۵۴۴

Ismāʻīl ibn ʻUmar Ibn Kathīr;,Tafsīr al-Qur'ān al-ʻaẓīm : tafsīr Ibn Kathīr, Bayrūt : Dār al-Kitāb al-ʻArabī, 2011, Vol.3, p.544

۲۴۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر الجوزیہ، بدائع التفسیر، دار ابن جوزی، ۱۹۹۳ء ج ۴، ص ۱۳۳

Muḥammad ibn Abī Bakr Ibn Qayyim al-Jawzīyah,Badāʼiʻ al-tafsīr : al-jāmiʻ li-tafsīr al-Imām Ibn Qayyim al-Jawzīyah, al-Dammām : Dār Ibn al-Jawzī, 1993, Vol.4,p.133

۲۵۔ الذاریات: ۳۰/۵۱

Al-Qur'ān,51:30

۲۶۔ ھود: ۷۳/۱۱

Al-Qur'ān,11:73

۲۷۔ رازی، محمد بن عمر، مفاتیح الغیب، ریاض، مرکز التراث للبرمجیات، ۲۰۱۳ء، ج ۲۸، ص ۱۷۸

Fakhr al-Dīn Abū 'Abd Allāh Muḥammad ibn 'Umar ibn al-Ḥasan al-Taymī Fakhr al-Rāzī;al-Tafsīr

al-kabīr, aw, Mafātīḥ al-ghayb, al-Riyāḍ : Markaz al-Turāth lil-Barmajīyāt, 2013, Vol.28,p. 178

۲۸۔ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا (الرعد: ۳۷/۱۳)

Al-Qur'ān,13:37

۲۹۔ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ (القمر: ۵/۵۴)

Al-Qur'ān,54:5

[30]۔وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ(یٰسٓ: ۲/۳۶)

Al-Qur’ān,36:2

[31]۔كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ (ھود:۱/۱۱)

Al-Qur’ān,11:1

[32]۔مرزوق، ڈاکٹر عبدالصبور، معجم الاعلام والموضوعات فی القرآن الکریم، ص ۵۵۴

[33]۔البینہ ۳/۹۸

Al-Qur’ān,98:3

[34]۔قرطبی، محمد بن احمد انصاری، الجامع لاحکام القرآن، بیروت، المکتبہ العصریہ، ۲۰۱۱ء، ج ۲۰، ص ۲۱۴

Muḥammad ibn Aḥmad Qurṭubī, al-Jāmi‘ li-aḥkām al-Qur’ān, Bayrūt : al-Maktabah al-‘Aṣrīyah, 2011, Vol.20,p.214

[35]۔سواتی، عبدالحمید خان، معالم العرفان، گوجرانوالہ، مکتبہ دروس القرآن، ۲۰۱۲ء، ج ۱۰، ص ۳۱

‘Abd al-Ḥamīd, Ma‘ālim al-‘irfān, Gujranwala, Maktba Daros ul Quran, 2012, Vol.10,p.31

[36]۔آل عمران ۵۸/۳

Al-Qur’ān,3:58

[37]۔ابن ابی حاتم، عبدالرحمٰن بن محمد الرازی، تفسیر القرآن العظیم مسندا عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والصحابۃ والتابعین، ریاض، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، ۲۰۰۳ء، ج ۳، ص ۲۱

‘Abd al-Raḥmān ibn Muḥammad Ibn Abī Ḥātim, Tafsīr al-Qur’ān al-‘aẓīm musnadan ‘an Rasūl

Allāh wa-al-ṣaḥābah wa-al-tābi‘īn, al-Riyāḍ : Maktabat Nizār Muṣṭafá al-Bāz, 2003, Vol.3,p.21

[38]۔ماتریدی، محمد بن محمد، تاویلات اھل السنۃ، بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، ۲۰۰۴ء، ج ۲، ص ۳۸۸

Muḥammad ibn Muḥammad Māturīdī, Tafsīr al-Qur’ān al-‘Aẓīm, al-musammá, Ta’wīlāt ahl al-Sunnah, Bayrūt : Mu’assasat al-Risālah, 2004, Vol.2, p.388

[39]۔ھود ۱/۱۱

Al-Qur’ān,11:1

[40]۔عثمانی، شبیر احمد، تفسیر عثمانی، دیوبند، بھارت، اشرفی بک ڈپو، ج ۲، ص ۹۲

‘Allāmah Shabbīr Arhmad ‘Us̱mānī, Tafsir Us̱mānī, India, Ashrfi Book,Vol.2,p.92

[41]۔فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ(النساء ۵۴/۴)

Al-Qur'ān,4:54

[42]۔وَآتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ(البقرہ: ۲۵۱/۲)

Al-Qur'ān,2:251

[43]۔وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ(صٓ: ۲۰/۳۸)

Al-Qur'ān,38:20

[44]۔وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ(المائدہ: ۱۱۰/۵)

Al-Qur'ān,5:110

[45]۔وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا(الانبیاء ۷۴/۲۱)

Al-Qur'ān,21:74

[46]۔فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ(الشعراء ۲۱/۲۶)

Al-Qur'ān,26:21

[47]۔يَا يَحْيَىٰ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۖ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا(مریم: ۱۲/۱۹)

Al-Qur'ān,19:12

[48]۔وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا(یوسف: ۲۲/۱۲)

Al-Qur'ān,12:22

[49]۔أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ(الانعام: ۹۸/۶)

Al-Qur'ān,6:98

[50]۔رضا، محمد رشید قلمونی، تفسیر المنار، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۲۰۱۱ء، ج ۴، ص ۳۹

Muḥammad Rashīd Riḍā, Tafsīr al-Qur'ān al-ḥakīm : al-mashhūr bi-Tafsīr al-manār, Bayrūt, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 2011,Vol.4,p.39

[51]۔رازی، مفاتیح الغیب، ج ۶، ص ۵۱۷

Al-Tafsīr al-kabīr, aw, Mafātīḥ al-ghayb, Vol.6,p.517

[52]۔آلوسی، شہاب الدین سید محمود بن عبداللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، قاھرہ، ادارہ الطباعۃ المنیریۃ، ۱۹۷۰ء، ج ۹، ص ۷۳

Maḥmūd ibn 'Abd Allāh Ālūsī, Rūḥ al-ma'ānī fī tafsīr al-Qur'ān al-'aẓīm wa-al-sab' al-

mathānī, Cairo: Idārat al-Ṭibā'ah al-Munīrīyah,1970AH,Vol.9,p.73

۵۳۔ دریابادی، عبدالماجد، تفسیر ماجدی، لکھنؤ، مجلس تحقیقات نشریات، ۱۹۹۶ء، ج۶، ص ۲۳۳

Maulānā 'Abdulmājid Daryābādī, Tafsīr Mājidī, Lakhna'ū : Majlis-i Taḥqīqāt-i va Nashriyāt-i Islām, 1996,Vol.6,p.233

۵۴۔ البقرہ: ۲/۱۵۱، آل عمران: ۳/۱۶۴، النساء: ۴/۱۱۳، الجمعہ: ۶۲/۲

Al-Qur'ān,2:151, 3:164, 4:113, 62:2

۵۵۔ طبری، جامع البیان، ج ۳، ص ۸۸

Jāmi' al-bayān 'an ta'wīl āy al-Qur'ān,Vol.3,p.88

۵۶۔ ایضاً، ۳/۸۹

Ibid, Vol.3, P.90

۵۷۔ الجمعہ: ۶۲/۲

Al-Qur'ān,62:2

۵۸۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، لاہور، مکتبہ تعمیر انسانیت، ۱۹۸۲ء، ج ۴، ص ۵۶۔ مزید دیکھیں: ڈاکٹر اسرا احمد، منتخب قرآنی نصاب، ص ۶۷

Abū al-A'lá al-Mawdūdī, Tafhīm al-Qur'ān, Lāhūr : Maktabah-'i Ta'mīr-i Insānīyat, 1966, Vol.4,p.56

۵۹۔ ابن عاشور، محمد الطاہر، التحریر والتنویر، بیروت، مؤسسۃ التاریخ، ۲۰۰۰ء، ج ۲۱، ص ۱۵۰

Muḥammad al-Ṭāhir Ibn 'Āshūr,Tafsīr al-taḥrīr wa-al-tanwīr, Bayrūt,: Mu'assasat al-Tārīkh, 2000, Vol.21.p.150

۶۰۔ طبرسی، فضل بن حسن، مجمع البیان فی تفسیر القرآن، بیروت، دار مکتبۃ الحیاۃ، ۱۹۸۰ء، ج ۸، ص ۸۴

Al-Faḍl ibn al-Ḥasan Ṭabarsī,Majma' al-bayān fī tafsīr al-Qur'ān, Bayrūt : Dār Maktabat al-Ḥayāh, 1980, Vol.8,p.84

۶۱۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ج ۲۷، ص ۳۵۲

Al-Jāmi' li-aḥkām al-Qur'ān, Bayrūt : al-Maktabah al-'Aṣrīyah, Vol.27,p.352